خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 30

Track - 2

29:00

"وقت کی اہمیت ضروری ہے۔"

... بسم اللہ

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ... و لقد اتینا لقمٰن حکمت انشکراللہ ... و من یشکر فانما یشکر لنفسہ... و من کفر فان اللہ غنی حمید ...۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی۔ اس لئے تاکہ وہ اس کو استعمال کرے۔ جو لوگ اللہ کی دی ہوئی حکمت کو ، اللہ کی دی ہوئی بصیرت کو اور اللہ کی دی ہوئی صلاحیت کو استعمال کرتے ہیں اس کا فائدہ انہی کو پہنچتا ہے۔ و من کفر ... اور جو لوگ اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں کو استعمال نہیں کرتے ، اللہ نے جو بصیرت دی ہے، تفہیم دی ہے ، حکمت دی ہے، اس کے اوپر غور و فکر نہیں کرتے وہ محروم رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ بھی فرمایا ہے کہ قومیں اپنی تقدیریں خود بدلتی ہیں۔ جو قومیں اپنے اندر تغیر چاہتی ہیں ، ان تغیرات کو استعمال کرنے کے لئے جو ضروریات ہیں انہیں پورا کرتی ہیں ۔ یعنی فہم و بصیرت سے کام لیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان قوموں کو عروج بخشتے ہیں۔ اور جو قومیں اپنے اندر تبدیلی نہیں چاہتیں ، اللہ تعالیٰ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔آج کی یہ کلاس، ورکشاپ اس بات کی ضمانت ہے یہ بات میں مستقبل کے لئے کہہ رہا ہوں ، اس بات کی ضمانت ہے کہ اس سرزمین پر ایسے بندے موجود ہیں جو وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی حکمت کو، بصیرت کو ، فہم کو اور صلاحیت کو استعمال کرنے کی جدوجہد میں قدم بڑھا چکے ہیں۔ سلسلہ عالیہ عظیمیہ ایک علمی، روحانی ، سائنسی ، مشاہداتی اور تجرباتی سلسلہ ہے۔ مشاہدات و تجربات کے پیچھے ایک علم کارفرما ہے۔ ایجادات کے پیچھے بھی علم کارفرما ہے۔ آج کے دور میں جتنی سائنسی ایجادات ہیں ان کے بارے میں یہ کہنا سورج کی طرح روشن ہے کہ جتنی بھی ایجادات اس زمین پر سامنے آئی ہیں ، ان کا تعلق صرف اور صرف علم سے ہے۔ علم کے بارے میں کچھ لوگوں نے سوچ بچار کئے۔ تفکر کیا، ریسرچ کی،وقت لگایا، اپنے ذہن کو استعمال کیا،ذہنی یکسوئی کے ساتھ کسی ایک نقطہ پر مجتمع ہوکر جدوجہد اور کوشش کی اس کے نتیجہ میں ایجادات سامنے آتی رہیں۔ ورکشاپ کا انعقاد بھی اسی لئے کیا جاتا ہے کہ طلباء و طالبات کے اندر ذہنی یکسوئی کے ساتھ اس با ت کی کوشش اور جدوجہد کا آغاز ہو کہ وہ اپنے اندر کھوج لگا کر ان صلاحیتوں کو بیدار اور متحرک کریں جن صلاحیتوں کے اوپر یہ دنیا بھی چل رہی ہے اور پوری کائنات بھی چل رہی ہے۔ پیغمبران علیہم

الصلوٰۃ والسلام کی طرز فکر پر اگر غور کیا جائے تو وہاں بھی یہی بات نظر آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی پیغمبروں کا انتخاب کیا انہیں خصوصی ایک علم عطا کیا۔ اور خصوصی علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا ان میں دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم یہ ہے کہ انسان کو یا آدم زاد حیوان کو کس طرح دوسرے حیوانات سے ممتاز کیا جائے۔ دوسرے حیوانات سے ممتاز کرنے کا جو علم ہے اس کا نام مذہب کی زبان میں شریعت رکھا گیا۔ اگر شریعت علم کی بنیاد پر نوع انسانی کو منتقل نہ ہوتی تو انسان اور حیوان میں بالکل کوئی فرق نہیں تھا۔ جب تک نبوت کا پرچار نہیں ہوا۔جب تک اللہ تعالیٰ نے زمین کے چپے چپے پر پیغمبر نہیں بھیجے اس وقت تک آدم زاد اور دوسرے حیوانات میں کوئی فرق نظر نہیںآتا۔جس طرح جانور لباس سے بے نیاز ہیںعریاں رہتے ہیں۔ اسی طرح انسان بھی لباس سے بے نیاز تھااور عریاں رہتا تھا۔جس طرح جانور پتے کھاتے ہیں ۔ انسان بھی پتے کھاتا تھا۔ جس طرح بھیڑیا اور شیر اپنی درندگی کا مظاہرہ کرکے جانور کو پکڑ کے کھاجاتا تھا ، یا کھا جاتا ہے یہی صورت حال انسان کی بھی تھی کہ وہ بھی شکار کرکے کچا گوشت کھاتا تھا۔
جس طرح چوہے اور دوسرے زمین کے اندر رہنے والے جانور غاروں میں اور بلوں میں رہتے تھے۔ انسان بھی انہی جانوروں کی طرح بلوں میں اور غاروں میں رہتا تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو حیوانات سے ممتاز کرنے کے لئے ایک پروگرام ترتیب دیا۔ اور اس پروگرام میں علم کو اہمیت عطا کی۔ پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور انہوںنے اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے علم کے مطابق انسانی برادری میں اس بات کا پرچار کیا کہ انسان کے اندر کچھ مخصوص صلاحیتیں ایسی ہیں کہ اگر انسان ان صلاحیتوں کو استعمال کرے تو وہ حیوانات سے ممتاز حیثیت حاصل کرسکتا ہے۔ شروع میں کچھ لوگوں نے اس بات پر دھیان دیا اور بہت بڑی تعداد نے انبیاء کی بات کو درخور اعتنا نہیں سمجھا۔ اور اس کے اوپر عمل نہیں کیا۔ لیکن وہ تھوڑے سے لوگ آہستہ آہستہ اتنے زیادہ ہوگئے کہ اب صورت حال یہ ہے کہ وہ لوگ جو حیوانات کی طرح زندگی آج بھی زمین پر گزارتے ہیں ، ان کی تعداد بہت کم رہ گئی۔ اور انسانوں کی بہت بڑی تعداد حیوانات کے مقابلے میں ممتاز حیثیت اختیار کرگئی۔ آج کے دور میں بھی، اس سائنسی ترقی یافتہ دور میں بھی ایسے انسان موجود ہیں کپڑے سے بے نیاز ہیں۔ کھانے پینے کا ان کے ہاں کوئی نظام نہیں ہے۔ان کا اپنا ایک معاشرہ ہے۔ اور اس معاشرے کو ہم کسی بھی طرح حیوانات سے الگ نہیں کرسکتے۔ ان کو آج کے دور میں ریڈ انڈین اور قبائل وغیرہ کہا جاتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو مردم خور بھی ہیں۔ بالکل اس طرح جس طرح جانور جانور کھاجاتے ہیں ۔ بلی چوہے کو کھاجاتا ہے۔ چوہا کسی اور چیز کو کھاجاتا ہے۔ سانپ چوہے کو نگل لیتا ہے۔ اسی طرح آج بھی اس زمین پر ایسے لوگ موجود ہیں جو مردم خور ہیں اور انسان کو اسی طرح کھاجاتے ہیں جس طرح ایک بلی چوہے کو کھاجاتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ آج کے دور میں بھی ، اتنی ترقی یافتہ دور میں بھی نوع

انسانی میں ، نوع آدم میں ایسے افراد آپ کو مل جائیں گے کہ جنہوں نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو قبول نہیں کیا یا کسی وجہ سے ان گوشوں میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کا وہاں کے لوگ پرچار نہیں کرسکے اس لئے ان کی زندگی میں اور حیوانات کی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس ورکشا پ میں دوسرا یہ ورکشا پ ہے ہمارا ۔ پہلے یہ ورکشاپ لندن میں لیسٹر کے مقام پر ہوا تھا۔ وہاں لوگ کم تھے۔ الحمد للہ یہاں لوگ بہت کافی ہیں۔ جتنے وہاں لوگ تھے اس کے مقابلے میں یہاں تعداد زیادہ ہے۔ جتنی وہاں ترتیب و تدوین تھی ، اس کے مقابلے میں یہاں ترتیب اور تدوین زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر ظفر صاحب کو خوش رکھے کہ انہوں نے وہاں پہلا تجربہ کیا اور اس تجربہ میں جو خامیاں اور کمزوریاں تھیںان کو سامنے رکھ کر یہاں جو پروگرام ترتیب دیا گیا ہے اللہ کے فضل و کرم سے اس میں وہ خامیاں بہت حد تک کم ہوگئی ہیں۔ جس طرح شروع شروع میں تھوڑے بندے تھے۔ اور ان تھوڑے بندوں نے انسانی برادری میں ایک ایسا انقلاب برپا کردیا کہ وہ ساری انسانی برادری حیوانات سے ممتاز ہوگئی ۔ انشاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ ہم تھوڑے سے بندے اس دنیا میں ایک ایسا انقلاب برپا کردیں گے کہ جس میں نوع انسانی کا جو امتیاز ہے ، حیوانات سے الگ ہونا،نہ صرف وہ بلکہ یہ زیادتی ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کا انسان برادری کو پیدا کرنے کا جو مقصد ہے ہم اس کو خود بھی پالیں گے ۔ اور نوع انسانی کو اس بات پر مجبور کردیں گے کہ وہ اپنے مقصد حیات کو تلاش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب لوگوں کو ہمت دے۔توفیق دے۔ اور ... و لقد اتینا لقمٰن حکمت انشکراللہ ... کہ اللہ تعالیٰ نے لقمان کو حکمت دی تاکہ وہ استعمال کریں ۔ ہم سب کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ایسے وسائل فراہم کردیں ۔ ایسے حالات سازگار ہوجائیں ۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ ایسی توفیق دے کہ اللہ تعالیٰ نے عظیمیہ سلسلے کے افراد کو جو حکمت عطا کی ہے قلندر بابا اولیا کی شخصیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں بھی وہ صلاحیتیں استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ کوئی انسان جب تک تن من دھن سے ،ذہنی یکسوئی کے ساتھ ، جستجو اور تلاش کے ساتھ ، کسی کام کو نہیں کرتا ۔ اس وقت تک اس کے نتائج کبھی اچھے مرتب نہیں ہوتے۔ نتائج اچھے مرتب ہونے میں جو چیزیں بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہیں اس میں سب سے پہلے وقت ہے۔ اس دنیاوی نظام میں، کائناتی نظام میں جہاں بھی آپ دیکھیں گے وقت کی بڑی اہمیت ہے۔ اور وقت ایک ایسی چیز ہے جو بزرگوں کے ارشاد کے مطابق جو وقت گزر جاتا پھر آپ اس کو کبھی پکڑ نہیں سکتے۔جتنے مذاہب اس دنیا میں آئے انہوں نے بھی وقت کی اہمیت کا احساس دلایا نوع انسانی کو ۔ آپ دیکھیں اسلام میں پانچ وقت کی نماز سب میں وقت کا تعین ہے۔روزے آپ دیکھیں اس میں وقت کا تعین ہے۔ حج میں وقت کا تعین ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اسلام ، مذہب یا کوئی بھی دنیا کا مذہب یعنی اللہ تعالیٰ اور پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام کا پروگرام ہمیں اس بات پر متوجہ کرتا ہے کہ وقت کی اہمیت کو اگر کسی قوم نے نہیں سمجھا

وہ قوم ہمیشہ برباد ہوگئی۔ ہلاک ہوگئی اور تباہ ہوگئی۔ جس قوم نے وقت
کی اہمیت کا اندازہ کرلیا وقت کو ضائع نہیں کیا ان قوموں نے ہمیشہ عروج
حاصل کیا۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ علم حاصل کرنے کے لئے بنیادی بات یہ
ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ وقت ضائع نہ ہو۔ مسلمان قوم کی زبوں حالی میں ایک
بڑا عنصر یہ بھی ہے کہ مسلمان وقت کی بالکل قدرو قیمت ہے ہی نہیں۔ جانتے
ہی نہیں ۔پہلے تو میں اپنے تمام طلباء و طالبات سے یہ عرض کروں گا کہ وقت
کی اہمیت کو محسوس کریں۔وقت ضائع نہ کریں۔ دوسرے یہ کہ وقت کی
اہمیت کے ساتھ ساتھ اگر آپ کو پیغام پہنچانا ہے ۔ اگر آپ کو اپنے ساتھ لے کر
دوسرے لوگوں کو چلنا ہے۔ اگر آپ کو مختصر کارواں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو
عطا کیا ہے اس کو بڑھانا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ کے اندر اخلاق ہو،
آپ کے اندر مروت ہو ، آپ کے اندر اخوت ہو اور سب سے بڑی بات یہ کہ آپ کے
اندر ایثار ہو۔ جس قوم میں ایثار نہیں ہوتا یا جن افراد میں ایثار نہیں ہوتا وہ
خود غرض ہوجاتے ہیں۔ اور یہ یاد رکھئے! جہاں خود غرضی آجاتی ہے وہاں
حسد ضرور داخل ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ... و من شر حاسد اذا حسد
... کہ اے اللہ! ہمیں حسد کرنے والوں کے شر سے محفوظ فرمائے مقصد یہ ہے
کہ خود غرض آدمی ہمیشہ حاسد بن جاتا ہے۔ اور خود غرضی کے برعکس اگر
ہمارے اندر ایثار ہے تو ہمارے اندر اخوت پیدا ہوگی ۔ ہمارے اندر تنظیم کے جو
ضروریات ہیں وہ ہمارے اندر داخل ہوجائیں گی۔ ہمارے اندر اتحاد ہوگا۔یگانگت
ہوگی۔ اجتماعیت ہوگی۔ اور ہم آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ مذہب کے حوالے سے
یہ بات بڑی اہم ہے کہ کسی بھی مذہب کو آپ اٹھاکر دیکھ لیں ۔ سیدنا حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو مذہب ہمیں عطا کیا ہے اس پر آپ غور و فکر
کریں ، اس میں اجتماعیت کے علاوہ کچھ ہے ہی نہیں۔ نماز میں اجتماعیت ہے۔
روزہ میں اجتماعیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ اللہ کی رسّی کو مضبوطی
کے ساتھ متحد ہوکر پکڑ لواور آپس میں تفرقے نہ ڈالویہ کھلے عام اجتماعیت کی
دعوت ہے۔اب انسان کا جو شعور ہے اس شعور کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان اپنے
شعور کے مطابق ، شعور کی بالیدگی کے مطابق، شعور کی ترقی کے مطابق ۔
اپنے بھائی کی جو شعوری سکت ہے اس میں اضافہ کرنے کا سبب بنے۔ اور اس
کا طریقہ یہی ہے کہ آپ اپنے بھائی کو اپنے سے زیادہ اہمیت دیں۔اپنے بھائی کے
ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش آئیں۔آپ کے اند رکبر و نخوت نہ ہو۔ آپ کے اندر
محبت ہو اور آپ کے اندر ایثار ہو۔ یہ محبت، ایثار اور کبر و نخوت سے آزادی یہ
جو علم ہے اس کا نام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے شریعت رکھا ہے۔ دوسرا
جو علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لئے مبعوث کیا گیا جیسا کہ قرآن
پاک میں ارشاد ہوا ہے ... و علم آدم الاسماء کلھا ... وہ ان صلاحیتوں سے متعلق
ہے ۔ ان قوانین و فامولوں سے متعلق ہے جو قوانین کائنات کو جاری و ساری
رکھتے ہیں۔جو قوانین کائنات کی کل پرزے ہیں۔جو قوانین کائنات کے اعضاء
ہیں۔اس کو تکوین یا ایڈمنسٹریشن کہا جاتا ہے۔ اس ایڈمنسٹریشن اور تکوین

کے لئے سب سے بڑی بنیادی چیز یہ ہے کہ انسان کے اندر خود سپردگی ہو۔ جو
انسان خود سپردگی سے یا

dependent

ہونے سے واقفیت نہیں رکھتا وہ کبھی ایڈمنسٹریشن یا تکوین میں داخل نہیں
ہوسکتا۔ اور اس کی مثال آپ کو حضرت موسیٰ اور حضرت اس بندے کہ خضر
جن کو کہا گیا ، قرآن نے خضر نام نہیں لیا۔ قرآن نے تو یہ کہا ہے (عربی آیت)
... کہ موسیٰ نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے پایااور اس بندے کے اوپر اللہ
تعالیٰ نے خصوصی مہربانی سے اس کو فیضیاب کیا اور اس کو علم عطا کیا جس
کو علم لدنی کہا گیا۔ اس واقعے پر جب ہم غور کرتے ہیں فکر کرتے ہیں تو
وہاں اس بندے کی ذہنی فکر اور اس بندے کی صلاحیت کا ہمیں اندازہ ہوجاتا
ہے کہ وہ اگر اس کو حکم دیا گیا کہ قتل کردو تو قتل کردیتا ہے۔ اس کو حکم
دیا جاتا ہے کہ دیوار بنادو، تو دیوار بنادیتا ہے ۔ جبکہ موسیٰ اس بات پہ احتجاج
بھی کرتے ہیں ۔ اب یہ صورت رہی کہ ایک تو ہے ہمارے پاس شریعت آئی۔ وہ
اس لئے ضروری ہے کہ اگر ہم شریعت کے علوم پر غور نہیں کریں گے ۔ شریعت
کے احکامات پر عمل نہیں کریں گے ۔ تو ہماری حیثیت یعنی حیوانات سے ممتاز
ہونے کی حیثیت ختم ہوجائے گی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر ہم شریعت کے
ساتھ ساتھ یعنی انسان نے جو اپنی زندگی کے لئے جو معاشرتی قوانین بنائے ہیں ،
ان پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ اگر ہم ذہنی یکسوئی حاصل نہیں کرسکیں گے ۔

dependent

نہیں ہوں گے اللہ کے اوپرتو ہم کبھی ایڈمنسٹریشن میں داخل نہیں ہوسکتے۔
اور ہماری حیثیت جو ہے وہ عام آدمی کی تو ہوسکتی ہے لیکن تکوینی حیثیت
ہمیں حاصل نہیں ہوگی۔ آج کے اس پروگرام میں، اس محفل میں، ورکشاپ
میں آپ کو ماشاء اللہ ہم نے چھوٹے چھوٹے .... مشکل نام ہے میں نے بڑا یاد
کیا لیکن یاد نہیں ہوا ۔ استاد شاگرد کی سمجھ لیجئے ۔ استاد شاگرد کی چھوٹی
چھوٹی ٹکڑیاں ہیں یہ ۔ گروپ میں انشا ء اللہ آپ لوگ بیٹھیں گے ۔ اور اس
پروگرام کا جہاں تک میں سمجھتا ہوں جو مقصد ہے کہ آپ کا ذہن کھلے ۔ آ پ
ایک دوسرے سے پیار محبت کا مظاہرہ کریں ۔ آپ کو یہ پتہ چلے کہ یہاں جو نہ
کوئی بڑا ہے چھوٹا ہے ۔ سب ایک دوسرے کی کڑی ہیں۔ سب ایک دوسرے کے
بھائی ہیں۔ ہر آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے نالج عطا کی ہے۔ علم عطا کیا ہے۔
وہ اپنے بھائی تک علم پہنچائے۔ آپ سب حضرات کا بہت شکریہ کہ آپ تشریف
لائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے پروگرام کو کامیاب کرے۔ اور زیادہ سے زیادہ صلاحیتوں
کو بیدار اور متحرک کرنے کی اللہ تعالیٰ ہمت اور آپ کے اندر توفیق عطا کریں۔

★★★★★

پہلی بات تو یہ ہے کہ شاعروں کو تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہ کوئی شعر کہتے
ہیں تو اس بات کی خواہش ہوتی ہے کہ انہیں داد دی جائے۔اور اگر شاعر کو
شعر پر داد نہ دی جائے ، وہ شعر داد دینے کا ہو نہ ہو تو وہ خفا ہوجاتا ہے۔ وہ
شعر کتنا ہی کمزو ر ہو لیکن اگر اس پہ داد نہ ملے تو وہ کہتے ہیں سامعین
بالکل ہی بے کار تھے انہیں تو کچھ آتا ہی نہیں۔ تو شاعر کی حیثیت سے میں
ایک نثری شاعر ہوں۔ مجھے تو شعر کہنا آتا نہیں۔ کتابیں جو ہیں وہ نثر میں
میں نے لکھی ہیں۔ ...... پہلے تو میں بہت خوش ہوں کہ آپ نے میری دو کتابوں
......کی بہت پذیرائی کی اور مجھے خوب دل کھول کر داد دیں۔

sound issue

......

کہ اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کو لوگوں نے سمجھا بھی ہے۔ اگر نہیں سمجھا
تو سمجھنے کی کوشش ضرور کی ہے۔ میرے ایک جاننے والے ہیں انہوں نے ایک
کتاب لکھی مولانا احمد رضا خان صاحب کے اوپر بہت مشہور و معروف ادیب
بھی ہیں، مصنف بھی ہیں، شاعر بھی ہیں۔ ایک دن انہوں نے شکوہ کیا کہ میں
نے اتنے بڑے آدمی کے اوپر کتاب لکھی اور ایک ہزار کتاب چھپی تھی یہ ساتواں
سال چل رہا ہے۔ ابھی تک اس کی کتابیں ختم نہیں ہوئیں۔تو اس حوالے سے میں
تو بہت ہی خوش نصیب آدمی ہوں کہ میں نے جتنی بھی کتابیں لکھیں اللہ تعالیٰ
نے اس کو قبول فرمایا اور عوام نے بھی اس کو ذوق و شوق کے ساتھ خریدا۔کچھ
لوگوں نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ بازارمیں جاتے ہیں ، اردو بازار میںکہ بھائی وہ
خواجہ صاحب کی کوئی کتاب نہیں آئی؟ خواجہ صاحب کی کوئی کتاب نہیں آئی
بہت دن ہوئے۔ اور بھی بہت سے مصنفین ہیں .... اسی طرح تذکرہ کرتے
ہیں۔ اسی طرح انتظار کرتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا نہیں بات یہ ہے کہ خواجہ
شمس الدین عظیمی کا نام جو ہے کتابی صورت میں سکہ رائج الوقت ہے۔
بلاشبہ یہ میرے مرشد کریم حضور قلندر بابا اولیائؒ کا فیض ہے۔ اور یہ حقیقت
اس لئے ہے کہ میری جو اپنی نالج ہے ، اپنی جو تعلیم ہے وہ میں جانتا ہوں۔ اور
آپ سب لوگ بھی جانتے ہیں۔ میں تو کبھی کسی اسکول میں ہی داخل نہیں
ہوا۔ یہ جو کچھ ہے یہ پیر و مرشد کا کرم ہے۔ اور سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی رحمت محیط ہے۔ آپ حضرات نے جو کچھ پڑھا ورکشاپ میں جتنا
تفکرکیا جس قدر گہرائی میں جاکر علمی استعداد بڑھانے کی کوشش کی میں یہ
کہہ سکتا ہوں کہ دراصل آپ نے یہ سیدناحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم
لدنی میں غوطہ لگانے کی کوشش کی ہے ، اللہ تعالیٰ آپ کو حضور سیدنا علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے علم جس کو قرآن نے علم لدنی کہا ہے اس سے مزید فیضیاب
ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔قدر ناشناسی ہوگی کہ اگر میں اپنے روحانی فرزند
ڈاکٹر ممتاز ظفرصاحب کا مشکور نہ ہوں یا ان کی تعریف ستائش نہ کروں ، یہ
ورکشاپ کا جو تصور ہے دنیا میں اب تقریباً عام ہوگیا ہے ، لیکن روحانی علوم

کے سلسلے میں پہلا تصور ڈاکٹر ممتاز ظفر کا دیا ہوا ہے۔ پہلے انہوں نے لندن
میں اس کی ابتداء کی ۔ اور وہاں جو خامیاں رہ گئی تھیں ان خامیوں کو یہاں
انہوں نے پورا کرنے کی بھرپور جدوجہد اور کوشش کی ۔ اور ان تمام اراکین کا
میں بہت زیادہ مشکور ہوں۔ ان کے لئے دعا گو ہوں جنہوں نے ...... لگانے میں
اپنا وقت لگایا۔ رات دن جاگ کر میرا خیال ہے چوبیس گھنٹے میں دو ڈھائی گھنٹے
ہی سوئے ہوں گے۔ اس میں ڈاکٹر ظفر صاحب ، وقار یوسف صاحب، کامران
باسط صاحب اور دوسرے سلسلے کے بھائی جنہوں نے نہایت محنت شاقہ سے ،
نہایت توجہ سے ، دلچسپی سے یہ پروگرام ترتیب دیا۔اور اللہ تعالیٰ نے اسے
کامیابی عطا کی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہماری عرس کے سلسلے میں جو بھائی
شریک ہوئے ۔ جنہوں نے یہاں کام کیا۔اس میں میں سمجھتا ہوں سر فہرست
حامد عظیمی کا نام ہے۔ جتنے یہاں میرے بچے ہیں سب نے اپنی اپنی جگہ اپنی
بساط سے زیادہ بڑھ کر خدمت انجام دی ، کام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمت کو
قبول کرے۔ اور ہمیں علم کی دولت سے مالامال کرے۔ اور ہمارے اندر ہمیشہ
ہمیشہ بھائی چارہ، محبت اور اخوت قائم رہے۔ بہت شکریہ!